Journal of Islamic Civilization and Culture (JICC)

JOURNAL OF ISLAMIC CIVILIZATION AND CULTURE(JICC)

Volume 3, Issue 1 (Jan-June, 2020)
ISSN (Print):2707-689X
ISSN (Online) 2707-6903
Issue: http://ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/8
URL: http://ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/article/view/92/92
Article DOI: https://doi.org/10.46896/jicc.v3i01.92

Title	The punishment of a Muslim blasphemer (In the context of Ibne-Abidin's opinion
Author (s):	Abdur Rab, Dr. Rab Nawaz
Received on:	29 June, 2019
Accepted on:	29 May, 2020
Published on:	25 June, 2020
Citation:	Abdur Rab and Dr. Rab Nawaz, "Construction: The punishment of a Muslim blasphemer (In the context of Ibne-Abidin's opinion," JICC: 3 no, 1 (2020): 201-220
Publisher:	Al-Ahbab Turst Islamabad

Islamic Research Index HEC Approved Research and Indexing Agency
INTERNATIONAL Scientific Indexing
المنهل ALMANHAL
ASIAN Research Index
Crossref
Click here for more

مسلمان مرتکبِ توہین رسالت کی سزا(ابن عابدین کی رائے کے تناظر میں)

The punishment of a Muslim blasphemer (In the context of Ibne-Abidin's opinion)

عبدالرب*
ڈاکٹر رب نواز**

Abstract

Ibne-Abidin (1198–1252 AH / 1783–1836 CE) is one of the most prominent Jurist and Islamic scholar in the 13th century Hijri and his most valuable work in this regard is his 32 papers. He discussed in the light of Quran and Sunnah varius points and principles regarding blasphemy of prophet (PBUH) in the 15th paper. This research article will highlight Ibne Abidin opinion about Muslim blasphemer, his point of wieve on the blasphemer punishment and the main cause of this penalty. The research will further alaborate and analyse the opinion of Ibne Abidin on the repentence of muslim blasphmere and his arguments keeping in wieve the work of authentic scholars on the above mentioned topics.

Key words: blasphemy, Ibne Abidin, Muslim Blasphemer

---

*ایم فل، شعبہ علوم اسلامیہ، ہائی ٹیک یونیورسٹی، ٹیکسلا
**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، ہائی ٹیک یونیورسٹی، ٹیکسلا

اللہ تعالٰی نے دین اسلام کو ایک کامل و مکمل دین اور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ کو آخری نبی ورسول کی صورت میں مبعوث فرما کر اور آپ ﷺ کی سیرت کو تمام عالم انسانیت کی نجاح وفلاح کے لیے ایک کامل نمونے کے طور پر پیش کرتے ہوئے امت محمدیہ (ﷺ) پر اپنا خاص فضل وانعام کیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا" [1] (ترجمہ) "حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یومِ آخرت سے اُمید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو"[2] اور آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی قیامت تک کے لیے نبوت کے سلسلے کا دروازہ بند کرتے ہوئے آپ ﷺ کو سلسلہ انبیاء ورسل کا آخری نبی ورسول بنایا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں آپ ﷺ کے بعد اب کسی صورت بھی نبوت کا دعویٰ درست نہیں۔

آپ ﷺ کے وصال کے بعد قیامت تک کے لیے لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اللہ تعالٰی نے اپنی لکتاب "قرآن مجید" اور اُس کی عملی شکل "سنتِ رسول ﷺ" کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اسے امت میں جاری فرمایا ہے اور اس میں اس بات کا راز پنہاں رکھا ہے کہ کہ امت اسی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہی حقیقی کامیابی کی راہ پر ترقی کے مراحل طے کر سکتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسی معنٰی ومفہوم کو اپنے فرامین میں جابجا بیان کیا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "خلّفت فيكم شيئين لن تضلوا بعدهما كتاب الله وسنتي"[3] یعنی "میں تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جن کے بعد تم گمراہ نہیں ہو سکتے (ایک) اللہ تعالٰی کی کتاب اور (دوسری) میری سنّت"۔ آپ ﷺ کی اس علو ورفعت شا ن کا ذکر نصوص شرعیہ میں مختلف مقامات پر موجود ہے کہ اللہ تعالٰی نے آپ ﷺ کو انتہائی بلند وعظیم مقامات پر فائز کیا ہے۔ ذیل میں چند ایک مقامات کا ذکر کرنے کے بعد ان مقامات کا تقاضا ذکر کیا جاتا ہے کہ ان مقامات پر فائز ہستی کے ساتھ کس قسم کا رویہ اور برتاؤ رکھنا ضروری ہے۔

مقام رسالت:

نبی اکرم ﷺ رسالت کے عظیم مقام پر فائز ہیں آپ ؐ کا اس مقام پر فائز ہونا قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مذکور ہے اور یہ ایسا مقام ہے کہ نبی کریم ﷺ سے متعلق اس کے اقرار کے بغیر دین اسلام میں داخلہ ممکن نہیں ہے کہ آپ ؐ نے اللہ تعالٰی رسول اور پیغمبر ہے۔ اللہ تعالٰی قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ". [4]

''مسلمانو!) محمد (ﷺ) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں''۔[5]

اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ کے مقامِ رسالت پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے سلسلہ انبیاء علیہم السلام کے آخری نبی ہونے کا ذکر بھی موجود ہے کہ خلقِ خدا کی ہدایت کا جو سلسلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کی صورت میں شروع کیا تھا وہ اب حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو رہا ہے اب آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کے لیے کسی نبی یا رسول نے نہیں آنا اور مزید یہ کہ یہ مقام رسالت کسبی نہیں بلکہ عطائی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ''.[6]

(ترجمہ)''اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی پیغمبری کس کو سپرد کرے''۔[7]

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس منصب پر تقرر ہونا بھی اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ یہ ایک اہم اور انتہائی ذمہ داری کا منصب ہے جس کسی کو اپنے کسب کے ذریعے سے حاصل نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ خود اس کے لیے اپنی مخلوقات میں سے اعلیٰ ترین ہستی کا انتخاب کرتے ہیں۔ علامہ ابن کثیر اپنی مشہور تفسیر میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''أي: هو أعلم حيث يضع رسالته ومن يصلح لها من خلقه''.[8]

یعنی ''اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والے ہیں کہ اپنی رسالت کہاں رکھنی ہے اور اُس کی مخلوق میں سے اس کا کون اہل ہے''۔

حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ رسالت و نبوت کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں اور آپ ﷺ کا اس مقام پر فائز ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی ہر قسم کی توہین و تنقیص سے بچا جائے۔

مقام عزت و تکریم:

نبی کریم ﷺ اپنے ذاتی کمالات وصفات اور اخلاق حسنہ کے ساتھ ساتھ نبی اور رسول ہونے کی حیثیت سے اس مقام پر فائز ہیں کہ آپ ﷺ کی عزت و عظمت کا خاص خیال رکھا جائے اور ہر ایسے امر سے دور رہا جائے جو آپ ﷺ کی توہین و تنقیص اور علوِّ شان میں کمی کا باعث بنتے ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا. لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا''[9]

"(اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا اور خبر دار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کی مدد کرو اور اُس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو"۔ [10]

اس آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ کے مقام رسالت پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے شاہد، بشیر اور نذیر ہونے جیسی صفات کا ذکر موجود ہے جو سب اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ آپ ﷺ عزت و تکریم کی جائے اور ہر ایسے امر سے پر اجتناب کیا جائے جو آپ ﷺ کی عزت و عظمت اور تکریم و توقیر کے خلاف ہوا گر ایسانہ کیا جائے گا تو اس سے قر آن کریم کی اس نصِ صریح کی مخالفت لازم آئے گی اور نصوص شرعیہ کے مطابق اس جرمِ عظیم کے ارتکاب پر بیان کردہ وعید کا مستحق ٹھہرایا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان مبارک "وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ"[11] "اور جو لوگ اللہ کے رسول کو دُکھ پہنچاتے ہیں اُن کے لیے دردناک تیار ہے"[12] فرما کر مقام رسالت پر فائز ہستی کی عزت و توقیر نہ کرنے اور انھیں تکلیف وایذاء پہنچانے پر دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے۔

علامہ ابن جریر طبریؒ رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں:

"ومعنى التعزير في هذا الموضع التقوية بالنُّصرة والمعونة، ولا يكون ذلك إلا بالطاعة والتعظيم والإجلال ... فأما التوقير: فهو التعظيم والإجلال والتفخيم". [13]

"تعزیر کا معنیٰ اس مقام پر مدد و نصرت کے ساتھ مضبوط کرنا ہے اور ایسا صرف آپ ﷺ کی اطاعت، عظمت اور تعظیم کرنے کی صورت میں ہو سکتا ہے... اور توقیر بھی عظمت و برتری اور تعظیم کرنے کو کہا جاتا ہے"۔

حاصل یہ کہ نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات سلسلہ انبیاء کے آخری نبی اور ان تمام انبیاء کے سردار ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی علو شان اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ ﷺ کی براہ راست توہین و تنقیص تو دور کی بات آپ ﷺ کی طرف توہین آمیز کلمات کی نسبت سے بھی اجتناب کی جائے اور شریعت مطہرہ بھی آپ ﷺ کی عزت و توقیر کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی توہین و تنقیص نہ کرنے کا حکم دیتی ہے اور اسے قابل مؤاخذہ جرم قرار دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ زمانہ رسالت میں ہی اس جرم کے مرتکبین کے بارے میں ہمیں مختلف قسم کے برتاؤ کا ثبوت ملتا ہے یہاں تک کہ ہمیں زمانہ رسالت میں بعض ایسے مرتکبین توہین رسالت بھی ملتے ہیں جنھیں اس جرم کے ارتکاب پر قتل کی سزا بھی دی گئی۔ ذیل میں جدول کی صورت میں زمانہ رسالت میں مرتکبین توہین رسالت کے ساتھ اختیار کردہ رویے کا مختصر اً جائزہ ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	نام	سزا
۱	ابو لہب	من جانب اللہ اذیت ناک بیماری میں ابتلاء اور عبرتناک موت نصیب ہوئی۔
۲	کوڑا پھینکنے والی خاتون	اُس کے ساتھ حسن سلوک کیا گیا جس سے وہ مسلمان ہو گئی (بشرط صدق روایت)
۳	عبداللہ بن خطل	فتح مکہ کے دن کعبہ کے پردوں کے ساتھ لپٹا ہونے کے باوجود اُسے قتل کر دیا گیا۔
۴	حویرث بن نُقیذ	فتح مکہ کے دن قتل کر دیا گیا۔
۵	حارث بن طلاطل	فتح مکہ کے دن قتل کر دیا گیا۔
۶	کعب بن اشرف	اسے سزا کے طور پر قتل کر دیا گیا۔
۷	ابو رافع	اسے قتل کر دیا گیا۔
۸	قریبہ (ابن خطل کی باندی)	اسے قتل کر دیا گیا تھا۔
۹	ام ولد	ایک نابینا صحابی کی ام ولد تھیں ان کا خون ہدر قرار دے دیا گیا تھا۔
۱۰	کعب بن زہیر	یہ تائب ہوا اور اس کی توبہ قبول فرمالی گئی۔
۱۱	عبداللہ بن زبعری	یہ بھی تائب ہوئے اور ان کی توبہ قبول کر لی گئی۔
۱۲	ہبار بن الاسود	یہ بھی تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اور ان کی توبہ قبول کر لی گئی۔
۱۳	ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابی سفیان	فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں اور ان کے اسلام کو قبول کر لیا گیا۔
۱۴	فرتنی (ابن خطل کی باندی)	یہ تائب ہو کر مسلمان ہو گئی تھی۔
۱۵	ہبیرۃ بن ابی وہب مخزومی	فتح مکہ کے دن ان کا خون ہدر ہوا لیکن یہ یمن کی طرف بھاگ گئے اور وہیں اپنی طبعی موت مرے۔

زیرِ نظرِتحریر میں توہینِ رسالت کی سزا کے بارے میں فقہاء حنفیہ میں سے علامہ ابن عابدین کی رائے کا حاصل ذکر کرنا مقصود ہے۔ مذاہب فقہ میں سے فقہ حنفی جو کہ امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب ایک شورائی فقہ ہے، اس فقہ میں فقط امام ابو حنیفہؒ ہی کے قول ورائے کو ہی حتمی اور مفتیٰ بہ قرار نہیں دیا جاتا تھا بلکہ امام ابو حنیفہؒ کی زیر صدارت وقت کے جید علماء وفقہاء پر مشتمل ایک جماعت تھی جو اجتماعی دانش سے کام لیتے ہوئے اُس وقت کے موجودہ اور پیش آمدہ مسائل کا حل دلائل شرعیہ کی روشنی میں پیش کرتی تھی اور جس مسئلے پر اتفاق ہو جاتا اُسے محفوظ کر لیا جاتا اور مسائل کے حل میں یہ ترتیب پیش نظر رہتی کہ مسئلہ کا حل سب سے پہلے قرآن کریم کی نصوص سے تلاش کیا جاتا اگر وہاں سے مسئلے کا حل نہ ملتا تو احادیث مبارکہ میں اُس مسئلے کا حل تلاش کیا جاتا تھا اور وہاں سے بھی مسئلہ نہ ملتا تو اجماع صحابہ پر عمل کیا جاتا اور اگر ان تینوں میں مسئلہ کے حل نہ ملتا تو قرآن وسنت کی روشنی میں رائے اور قیاس سے کام لیتے ہوئے اجتہاد واستنباط کے ذریعے اُس مسئلے کا حل تلاش کیا جاتا تھا۔

اگر فقہ حنفی کی خصوصیات پر غور کیا جائے تو ہمیں اس کی چند بنیادی خصوصیات معلوم ہوتی ہے:

(۱) اول تو فقہ حنفی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ عالم اسلام کی پہلی باقاعدہ تدوین شدہ فقہ ہے جس کا برملا اعتراف اہل تاریخ واہل علم نے کیا ہے۔

(۲) دوسری خصوصیت یہ ہے کہ جیسا کہ مقابل اس طرف اشارہ ہوا کہ یہ ایک شورائی فقہ ہے یعنی مجلس علمی میں مسئلہ پیش ہوتا اور بحث ومباحثہ کے بعد اگر نتیجہ متفق ہوتا تو متفقہ نتیجہ لکھ لیا جاتا اور اگر بحث ومباحثہ کے بعد باہمی اتفاق سے ایک رائے مقرر نہ ہوتی تو اُس مسئلے کی بابت وہ اختلافی آراء لکھ لی جاتیں۔

(۳) تیسری خصوصیت یہ ہے کہ فقہ حنفی میں روایت اور درایت کا باہمی توازن ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ وحی کو عقل پر غلبہ دیا گیا ہے اور اس کے مقابلے میں عقل کو بلکل ترک کر دیا گیا ہے اور نہ ہی ایسا ہے کہ فقط عقل کو فیصل قرار دے دیا گیا ہے بلکہ اس فقہ میں عقل اور وحی سے اُن کے اپنے اپنے موقع پر بروقت اور صحیح استفادہ کیا گیا ہے کیونکہ دین کے احکام کی بنیاد وحی پر ہے لیکن اس کے مقابلے میں عقل سے بھی انکار نہیں بلکہ عقل کو بھی ایک معاون کے طور پر استعمال کرنا بذات خود دین کا تقاضا ہے کیونکہ جس طرح درایت کے بغیر روایت کو سمجھنا ممکن نہیں اسی طرح روایت کے بغیر فقط درایت سے رہنمائی لینا بھی گمراہی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔

یہ تین فقہ حنفی کی بنیادی خصوصیات ہیں لیکن ان کے علاوہ بھی فقہ حنفی بہت سے خصوصیات اور محاسن کا مجموعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ جہاں فقہ حنفی کو ایک عالمگیر شہرت حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی دنیا کے اکثر وبیشتر حصہ میں فقہ حنفی رائج رہی ہے۔

جہاں تک تعلق ہے فقہ حنفی کی تدوین کا تو فقہ حنفی کی باضابطہ تدوین امام ابو حنیفہ اور اُن کے شاگردوں میں سے خاص کر امام ابو یوسف اور امام محمد نے کی اور اس طرح حنفی اصولوں کے مطابق فقہ حنفی کے ذخیرے میں اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ ہمیں تقریباً ڈیڑھ صدی پہلے ابن عابدین کا نام ملتا ہے جنہوں نے فقہ حنفی کے علمی ذخیرے میں اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہوئے تصنیفی میدان میں گراں قدر کارنامے سرانجام دیے اور اسی خصوصیت کی بناپر متأخرین حنفیہ علامہ ابن عابدین کی رائے کو انتہائی اہمیت دیتے ہیں۔ علامہ ابن عابدین کی گراں قدر تحقیقات میں سے چند ایک ''مجموعۂ رسائل ابن عابدین'' کی صورت میں دو مجلدات پر مشتمل ہے جس میں مختلف موضوعات پر اُن کے لکھے گئے انتہائی اہم 32 رسائل موجود ہیں جن میں سے پندرہواں رسالہ ''تنبيه الولاة والحكام على أحكام شاتم خير الأنام أو أحد أصحابه الكرام عليه وعليهم الصلاة والسلام'' بھی ہے۔ اس رسالے میں علامہ ابن عابدین نے مرتکب توہین رسالت اور مرتکب توہین صحابہ کی سزا کے بارے میں تفصیلاً بحث ذکر کی ہے اور آغاز میں اس رسالے کے تعارف اور وجہ تالیف ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''علامہ حامد آفندی عمادی کی کتاب ''مغنی المستفتی عن سؤال المفتی'' کی میں نے تلخیص، ترتیب و تہذیب کی اور اس میں گستاخِ رسول سے متعلق چند چشم کشا حقائق، قرآن و حدیث کے دلائل اور فقہائے احناف کے کتب میں منتشر مگر قوی استد لالات کو ذکر کر کے یہ جواب لکھا کہ گستاخِ رسول کی توبہ قبول ہو گی اگرچہ اس بات کے لکھنے کے وقت دل پر ہاتھ رکھ کر یہی محسوس ہوا جو عام مسلمانوں کو ہوتا ہے کہ گستاخِ رسول کا سر تن سے جدا کرنے اور جلا کر راکھ کر دینے کے بغیر معافی کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیے، تاہم دینی مسائل میں عقل کے گھوڑے دوڑانا اور نقولِ صریحہ کو بالائے طاق رکھ کر عصبیت کے ہاتھوں یرغمال ہونا شریعت کا شیوہ نہیں، اسی وجہ سے حضراتِ احناف کی تصریحات کی روشنی میں حکم لکھ دیا جو مفتی حمص علامہ عبد الستار اُتاسی کے ہاتھوں لگ گیا تو انہوں نے اپنی رائے کے مطابق چند اشکالات لکھ دیے جن کا مقتضیٰ گستاخِ رسول کی سزا بغیر توبہ طلبی کے قتل کرنا تھا۔

پہلے تو میں نے ان اشکالات کا مختصر جواب دیا اور اس کے بعد اس خونچکاں اور پیچیدہ مسئلے کی تہہ تک پہنچنے کے لیے ایک رسالہ لکھنے کا ارادہ کر لیا کیونکہ اس موضوع پر مذاہب ائمہ ثلاثہ کی کتابیں موجود تھیں مگر حضرات احناف کی اس پر کوئی جامع تالیف نظر سے نہیں گزری''۔[14]

گویا احناف کی طرف سے اس موضوع پر مستقلاً بحث موجود نہ ہونے کی وجہ سے علامہ ابن عابدین نے اس رسالے میں تحقیق ذکر کی ہے اور اگر مذکورہ مسئلے میں اسے احناف کا ترجمان مسلک کہا جائے تو غلط نہ

ہو گا۔

مسلمان مرتکب توہینِ رسالت کی سزا کے بارے میں علامہ ابن عابدین کی رائے:

توہینِ رسالت کی سزا کے بارے میں علامہ ابن عابدین نے اپنی رائے اور تحقیق ذکر کرتے ہوئے فقہ حنفی کی روشنی میں اس جرم کی سزا کے بارے میں باقاعدہ ایک "باب" قائم کیا ہے اور اس کے تحت مختلف فصول میں اس بارے میں تفصیل ذکر کی ہے۔

مسلمان مرتکب توہینِ رسالت کے بارے میں محققین کی آراء و دلائل:

مرتکبِ توہین رسالت اگر مسلمان ہو تو اس کی سزا کے بارے میں علماءِ محققین کی کیا رائے ہے؟ اُن کے دلائل کا حاصل کیا ہے؟ اس بارے میں علامہ ابن عابدین کی تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ اگر ارتکاب توہین کے بعد توبہ نہ کرنے تو اُس کی سزا کیا ہو گی؟ محققین علماء اس بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں اور اس بارے میں کن دلائل سے استدلال کیا گیا ہے؟ چنانچہ ابن عابدین نے سب سے پہلے ابن عابدین نے تقی الدین علی بن الکافی السبکی الشافعی کی مشہور تصنیف "السیف المسلول علی من سبّ الرسول" کے حوالے سے مذکورہ مسئلے میں مختلف علماء کی آراء نقل کی ہیں:

- ابو بکر بن منذر، لیث ثوری، اسحاق، قاضی عیاض اور ائمہ اربعہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ کی توہین کرے یا آپ ﷺ کے بارے میں سبّ و شتم کا مرتکب ہو تو اُس کی سزا قتل ہے۔ [15]

گویا اس اس جرم کے مرتکب کی سزا پر اولین استدلال کے طور پر علامہ ابن عابدین نے "اجماع امت" کو بطور دلیل نقل کیا ہے کہ اس جرم کے ارتکاب کی سزا سب کے نزدیک بالاتفاق قتل ہے۔

- اس کے ساتھ ساتھ علامہ ابن عابدین نے اس جرم کے بارے میں بعض فقہاء کے اس قول کو بہت بڑی غلطی قرار دیا ہے کہ اگر کوئی شخص غیر مستحل ہوتے ہوئے (یعنی اس جرم کا ارتکاب اسے حلال نہ سمجھتے ہوئے) کرے تو ایسے مجرم کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

"وما حكي عن بعض الفقهاء من أنه إذا لم يستحل لا يكفر، زلة عظيمة وخطأ عظيم، لا يثبت عن أحد من العلماء المعتبرين ولا يقوم عليه دليل صحيح". [16]

"اور بعض فقہاء سے منقول ہے کہ جب وہ مستحل نہ ہو تو اُس کی تکفیر نہیں کی جائے گی ایک بڑی لغزش اور بڑی غلطی ہے جو معتبر علماء میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہے اور اس پر کوئی صحیح دلیل بھی قائم نہیں ہے"۔

○ اس بارے میں علامہ ابن عابدین قرآن، وسنت اور اجماع وقیاس استدلال کیا ہے کہ توہین رسالت ایک قابل مؤاحذہ جرم ہے جس کی سزا قتل ہے۔

مسلمان مرتکب توہینِ رسالت کے قتل کی علت:

اگر کوئی مسلمان شخص نبی کریم ﷺ کی شان میں سبّ وشتم یعنی توہین وتنقیص کرے تو اُس کے قتل کے حکم کی علت کیا ہے؟ اُسے اسلام کے بعد کفر (توہین رسالت) کی وجہ سے قتل کیا جائے گا یا اُس کے اس جرم کی سزا ہی بطور حدّ شرعی قتل ہے؟۔

اس بارے میں علامہ ابن عابدین کی بحث کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان نبی اکرم ﷺ کی گستاخی کرے تو اس جرم کے ارتکاب سے وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اُس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے اور اس بارے میں مرتد کی توبہ کے بارے میں علامہ ابن عابدین کے کلام سے تین اقسام معلوم ہوتی ہیں:

1: اگر مرتد تائب نہ تو اُسے بالاجماع قتل کیا جائے گا۔

2: اگر مرتد اپنے ارتداد میں زندیق کے مرتبے تک پہنچ جائے تو اُس کی قبولیتِ توبہ محل نظر ہے۔

3: اگر مرتد اپنے کفر سے تائب ہو جائے تو اکثر علماء کے اجماع کے مطابق اُس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ [17]

○ مرتد کے قتل کی علت علامہ بن عابدین کی تحقیق کی روشنی میں فقط کفر نہیں ہے بلکہ کفر کی ایک خاص قسم کا ارتکاب ہے اور وہ "کسی مسلمان کی جانب سے فعل ارتداد کا ارتکاب" ہے لہذا اگر وہ اپنے اس فعلِ ارتداد سے تائب ہوتے ہوئے رجوع نہیں کرتا تو تب اُس پر قتل کی سزا جاری کی جاتی ہے۔ چنانچہ ابن عابدین ذکر کرتے ہیں:

"فعلم أن العلة في هذا الحكم ليس هو مطلق الكفر بل خصوص الردة ممن كان مسلما فيكون الردة كفرا خاصا يوجب القتل للرجل على وجه لا تخيير فيه إن لم يسلم ويكون القتل عقوبة خاصة واجبة لله تعالىٰ مرتبة على خصوص الردّة كما رتّب الرجم على زنا المحصن". [18]

"تو معلوم ہوا کہ اس حکم کی علت مطلق کفر نہیں ہے بلکہ ارتداد کی خاص قسم ہے اُس شخص کی جانب سے جو مسلمان ہو تو ارتداد ایک خاص کفر ہو گا جو کسی آدمی کے لیے قتل کے حکم کو ثابت کر دے گا اس طور پر کہ اُس میں کوئی اختیار نہیں ہو گا اگر وہ اسلام قبول نہ کرے اور یہ خاص سزا ہو گی جو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہو گی اور ارتدار کی خاص صورت پر مرتب ہو گی جیسے کہ رجم کی سزا محصن آدمی کے زنا پر مرتب ہوتی ہے"۔

یعنی مرتد پر قتل کی سزا کا جاری کیا جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرتد کے حق میں خاص مقرر شدہ سزا ہے جس "حدّ" کہا جاتا ہے گویا مرتد کے قتل کا حکم بطورِ حدِّ شرعی ہے۔

○ علامہ ابن عابدین نے اس امر کو بھی واضح کیا ہے کہ مرتد کے بطور حدّ شرعی قتل کے حکم کی علت اُس کا فقط فعل ارتداد نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ اُس اپنے اس کفر پر قائم رہنے کا ارادہ رکھنا بھی اس علت میں شامل ہے لہذا اگر کوئی مرتد تائب ہو جاتا ہے تو اُس کے حق میں حدّ کے قیام کی علت کا دوسرا جزء یعنی اُس کا اپنے کفر پر قائم رہنا نہیں پایا جاتا اس لیے اُس شریعت میں اُس سے حدّ کا حکم ساقط ہو جاتا ہے اور اس کی وضاحت دیگر نصوص سے بھی ہو جاتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ''. [19]

''(اے پیغمبر!) جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے اُن کہہ دو کہ اگر وہ باز آجائیں تو پہلے اُن سے جو کچھ ہوا ہے اُسے معاف کر دیا جائے گا''۔[20]

نیز نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''الإسلام يجب ما قبله''. [21]

''اسلام اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے''۔

یہ نصوص اور اس کے علاوہ دیگر نصوص بھی اپنے عموم کے اعتبار دے کفار کی تمام قسام کو شامل ہیں جن میں مرتد بھی شام ہے۔

○ اگر کسی مسلمان کی طرف گستاخی رسول ﷺ کا جرم پایا جائے تو اُس کے قتل کا دو علتوں پر موقوف ہے: ایک فعل کفر اور دوسرا اُس کا نبی اکرم ﷺ کی گستاخی کرنا۔یعنی فعل سبّ و شتم بذات خود قتل کی علت نہیں ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کو سبّ و شتم کرنا فعلِ ارتداد ہے۔گویا نبی کریم ﷺ کے بارے میں سبّ و شتم کا ارتکاب کفرِ خاص ہے جو کہ مسلمان کے حق میں تبدیلیِ دین کے مرادف ہے لہذا جب تک وہ مبدِّلِ دین رہے گا اُس کے بارے میں قتل کا حکم برقرار رہے گا اور اگر وہ تائب ہو کر دوبارہ اسلام قبول کر لے تو اُس کی مبدِّلِ دین نہ رہنے کی وجہ سے اُس سے قتل کا حکم ساقط ہو جائے گا۔

○ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے میں یہ دونوں علتیں پائی جاتی ہیں۔اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ سبّ و شتم بذات خود قتل کی علت نہیں ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کو سبّ شتم کرنا یہ ارتداد کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ سبّ و شتم کا فعل ''کفرِ خاص'' ہے جو حدیث مبارکہ ''من بدل دينه فاقتلوه''. [22] کے عموم میں شامل ہے لہذا جب تک مرتکب توہین رسالت مبدِّلِ دین رہے گا اُس کے لیے قتل کا حکم ثابت رہے گا اور جب وہ توبہ کرتے ہوئے اسلام قبول کر کے مبدِّلِ دین نہ رہے تو اس کے لیے

قتل کا حکم بھی نہیں رہے گا۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

''لما علمت من إتفاق جمهور ائمة على قبول توبة المرتد ودرء القتل عنه بالإسلام، ويدل على أن العلة الكفر لا خصوص السبّ عندنا، أن الساب إذا كان كافراً لا يقتل عندنا إلا إذا رآه الإمام سياسةً ولو كان السّب هو العلة لقتل به حدّاً لا سياسةً''.[23]

''جیسا کہ آپ جان چکے ہیں جمہور کا مرتد کی توبہ قبول ہونے اور اسلام قبول کرنے سے اُسے قتل کی سزا نہ دینے پر جمہور ائمہ کا اتفاق ہے اور دلالت کر رہا ہے اس بات پر کہ ہمارے نزدیک علت کفر ہے نہ کہ خاص طور پر سبّ وشتم، ہمارے نزدیک (یعنی حنفیہ) سبّ وشتم کرنے والا جب کافر ہو تو اُسے قتل نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ جب امام سیاستًا اس کے قتل کیے جانے کو ہی درست سمجھے اگر سبّ وشتم ہی علت ہوتی تو امام اُسے اس جرم میں حدًّا کرتا نہ کہ سیاستًا''۔

گویا مسلمان مرتکب توہین رسالت کے قتل کا حکم فقط اُس کی فعلِ گستاخی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اُس کی گستاخی اُس کے حق میں جس ارتداد پر مشتمل وہ ارتداد بھی اُس کے قتل کیے جانے کی علت میں شامل ہے اسی وجہ ابن عابدین کی رائے کے مطابق حنفیہ کے نزدیک کافر کو سبّ وشتم کے ارتکاب پر قتل نہیں کیا جائے جاتا البتہ اگر امام وحاکم اگر حالات وواقعات کے تحت سیاستًا سے قتل کرنا چاہے تو قتل کر سکتا ہے لہذا اگر فقط فعل سبّ وشتم ہی علتِ قتل ہوتی تو کافر کے بارے میں بھی اس کے ارتکاب پر ابتداءً ہی قتل کی سزا متعین ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

مسلمان مرتکب توہین رسالت کی توبہ کا حکم:

اگر کوئی مسلمان گستاخی رسول ﷺ کرنے کے بعد دوبارہ اسلام قبول کرتے ہوئے تائب ہو تو اُس کی توبہ کی قبولیت کا یا حکم ہو گا؟ اس ضمن میں انہوں نے قاضی عیاض اور دیگر فقہاء کی کتب سے اختلاف نقل کیا ہے جس میں بنیادی طور ہمیں تین آراء ملتی ہیں:

1: امام مالک و دیگر اہل علم حضرات کی مشہور رائے کے مطابق نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں سابّ وشتم کرنے والے کو قتل کیا جائے گا اور یہ سزا اس کے فعلِ گستاخی کی ہو گی یعنی اسی گستاخی کے سبب اُسے حدّ کے طور پر قتل کیا جائے گا اور اسے ہی انہوں نے امام شافعی، امام احمد اور امام لیث کی رائے کے طور پر بھی نقل کیا ہے۔

2: امام مالک کی دوسری رائے اور امام ابو حنیفہ واہل کوفہ اور امام ثوری واوزاعی کے نزدیک مسلمان شاتم رسول ﷺ کو قتل کیا جائے گا اور اُس کا قتل کیا جانا اُس کے ارتداد کی بنا پر ہو گا لہذا اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو

اُس کی توبہ قبول کرلی جائے گی اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس جرم کی سزا کے طور پر اُسے قتل ہی کیا جائے گا۔

3: سحنون مالکی و دیگر فقہاء مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ (مسلمان) شاتم رسول ﷺ کو زندیق قرار دیتے ہوئے اُس پر زندیق احکام جاری کیے جائیں گے لہذا اگر توبہ کی صورت میں بھی اُس سے قتل کی سزا ساقط نہ ہو سکے گی۔[24]

مسلمان مرتکب توہین رسالت سے استتابہ (توبہ طلبی):

علامہ ابن عابدین نے نبی اکرم ﷺ کو سبّ وشتم کرنے سے توبہ طلب کیے جانے کے بارے میں بحث ذکر کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو حضرات مرتکب توہین رسالت کی توبہ قبول کے قائل ہیں جن میں حنفیہ بھی شامل ہیں اُن کے نزدیک اس کے ساتھ مرتد کی طرح معاملہ کیا جائے گا چنانچہ اُس پر اسلام پیش کیا جائے گا اور اُس کے متوقع شبہات کو دور کیا جائے گا لہذا اگر وہ تائب ہوتے ہوئے اسلام قبول کرلے تو اُس کی توبہ قبول کی جائے گی بصورت دیگر ارتداد کی حدّ کے طور پر اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ علامہ ابن عابدین نے علامہ نسفی کی درج ذیل عبارت بھی اس ضمن میں نقل کی ہے:

''يعرض الإسلام على المرتدّ وتكشف شبهته ويحبس ثلاثة أيّامٍ فإن أسلم وإلّا قتل وإسلامه أن يتبرّأ عن الأديان سوى الإسلام أو عمّا انتقل إليه وكره قتله قبله ولم يضمن قاتله ولا تقتل المرتدّة بل تحبس حتّى تسلم''.[25]

''مرتد پر اسلام پیش کیا جائے گا اور اُس کے شبہات دور کیے جائیں گے اور اُسے تین دن تک قید یا جائے گا لہذا اگر وہ اسلام لے آیا تو ٹھیک ورنہ اُسے قتل کر دیا جائے گا اور اُس کا اسلام یہ لایا یوں ہو گا کہ وہ اسلام کے علاوہ تمام ادیان سے براءت کا اظہار کرے گا یا جس دین سے وہ دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ رہا اُس دین سے براءت کا اظہار کرے گا اور اس سے توبہ طلب کرنے سے پہلے اُسے قتل کر دینا مکروہ ہے اور (اگر کوئی اُسے توبہ طلبی سے پہلے ہی قتل کر دے تو) اُس کا قتل ضامن نہیں ہو گا اور مرتدۃ (عورت) کو قتل نہیں کا جائے گا بلکہ اُسے قید میں رکھا جائے گا یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کرلے''۔

اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ توبہ طلبی اور عرضِ اسلام سے پہلے پہلے اُس پر قتل کی سزا کا جاری کیا جانا کراہت سے خالی نہیں لیکن اگر توبہ طلب کیے جانے سے پہلے ہی اُسے قتل کر دیا جائے تو اُس کے قاتل پر ضمان نہیں آئے گا۔ علامہ ابن عابدین مزید فرماتے ہیں:

''وظاهر المذهب أن العرض مستحب عندنا لا واجب، وأنه بعد العرض يقتل من ساعته إلا إذا طلب الاستمهال أو كان الإمام يرجوا إسلامه وإذا استمهل فظاهر المبسوط الوجوب وفي رواية

يستحب إمهاله مطلقاً''.[26]

''ظاہر مذہب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اسلام پیش کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے اور یہ کہ اسلام پیش کرنے کے بعد اُسے فوراً قتل کر دیا جائے الا یہ کہ وہ مہلت طلب کر لے یا امام اُس کے اسلام قبول کر لینے کی اُمید رکھتا ہو اور جب وہ مہلت طلب کرے تو مبسوط کے ظاہر کے مطابق اُسے مہلت دینا واجب ہوگا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اسے مہلت دینا مطلقاً (چاہے از خود مہلت طلب کرے یا نہ کرے) مستحب ہے''۔

گویا احناف کے نزدیک شاتم رسول ﷺ پر ارتداد کے بعد عرضِ اسلام اور استتابہ مستحب ہے جس سے انکار کی صورت میں اُس پر قتل کی سزا جاری کی جائے گی البتہ اگر وہ از خود اپنے جرم کے ارتکاب کے بعد اگر غور و فکر کے لیے مہلت طلب کرے تو اس صورت میں اُسے مہلت دینا حنفیہ کے نزدیک واجب ہے۔[27]

حنفیہ کے نزدیک مسلمان مرتکب توہینِ رسالت کی سزا:

علامہ ابن عابدین نے اپنے دور تک میسر فقہ حنفی کے دستیاب ذخیرے کا تجزیہ کرتے ہوئے توہینِ رسالت کے بارے میں توہین رسالت کے مرتکب کی سزا کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی وضاحت کی ہے اور اسی بحث کو اپنے اس رسالے کا مقصودی حصہ قرار دیا ہے اور قاضی عیاض اور تقی الدین کے حوالے سے مسلمان گستاخ رسول ﷺ کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ذکر کیا ہے کہ ''امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایسے شخص پر مرتد کا اطلاق ہوگا اور اس مرتد کے احکام جاری ہوں گے لہذا اگر وہ توبہ کر لیتا تو اُس کی توبہ قبول کی جائے گی''۔[28] اور اس بارے میں ''الصارم المسلول'' کے حوالے سے ابن تیمیہ مزید کا کلام بھی بطور تائید کے پیش کیا ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کا یہی مسلک ذکر کیا ہے۔[29] علامہ ابن عابدین اس بارے میں مزید تفصیل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فانظر كيف صرح في هذه المواضع المتعددة مع نقله عن جماعات من ائمة مذهب الحنابلة بأن مذهب أبي حنيفة قبول توبته وكفى بهؤلاء الأئمة حجة في إثبات ذلك ... كما ذكرنا لو خلت كتب الحنفية عن ذكر الحكم فيها ولكنها لم تخل عن ذلك''.[30]

''لہذا دیکھو ایک متعدد مواقع میں کیسے صراحت کی گئی ہے اور ساتھ ہی حنابلہ کے مذہب کے ائمہ کی جماعتوں سے نقل بھی کیا گیا ہے کہ امام ابو حنفیہؒ کا مذہب اس کی توبہ قبول کر لینا ہے اور اس بات کے ثابت کرنے میں ان ائمہ کا ذکر کر دینا ہی بطور حجت کافی ہے... جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اگر حنفیہ کی کتب اس حکم ذکر کرنے سے خالی بھی ہوتیں لیکن وہ اس خالی نہیں ہیں''۔

یعنی ابن عابدین کی رائے کے مطابق ایسا نہیں ہے کہ امام ابو حنیفہ کا یہ مسلک صرف دیگر ائمہ

مجتہدین نے ذکر کیا ہے حنفیہ کی کتب میں مذکور نہیں ہے اگرایسا تو تب بھی ان ائمہ کا ذکر کر دینا کافی تھا لیکن حنفیہ کی کتب میں بھی امام ابو حنیفہؒ کا یہ یہی مسلک صراحتاً مذکور ہے۔

○ چنانچہ امام ابو یوسف کتاب الخراج میں تحریر فرماتے ہیں:

''جو مسلمان شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبّ وشتم کرے یا آپ ﷺ کو جھوٹا کہے یا آپ ﷺ کی عیب جوئی کرے یا آپ ﷺ تنقیص کرے تو تحقیق اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس کی بیوی اس سے الگ (یعنی مطلقہ) ہو جائے گی لہذا اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اُسے (اس جرم کی سزا میں) قتل کر دیا جائے گا اور یہی حکم (گستاخی کرنے والی) عورت کا بھی ہے البتہ اتنا ہے کہ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں: (اُس) عورت کو قتل نہ کیا جائے گا اور اُسے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا''۔[31]

○ اسی طرح علامہ سُغدی ''النتف في الفتاوى'' میں سابّ الرسول ﷺ کو مرتد کی اقسام میں سے ہی شمار کیا ہے۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:

''من سب رسول الله ﷺ فانه مرتد وحكمه حكم المرتد ويعفل به ما يفعل بالمرتد''.[32]

''جس شخص نے اللہ کے رسول ﷺ کو گالی دی تو وہ مرتد ہے اور اُس کا حکم مرتد کا ہی حکم ہے اور اُس کے وہی معاملہ کی جائے گا جو کچھ مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے''۔

گویا احناف کے نزدیک مسلمان کی جانب سے نبی اکرم ﷺ کی شان میں توہین کرنے والے شخص پر ارتداد کے احکام کا نفاذ کیا جائے گا۔ علامہ ابن عابدین کے حنفیہ کے اس بیان کردہ مذہب کے بارے میں مختلف کتب حنفیہ سے تائیدات بھی ذکر کیں ہیں۔

○ علامہ ابن عابدین نے مزید کے تائید کے طور پر یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ حنفیہ کی کتبِ فقہ میں ''باب الردۃ'' کے تحت کفریہ الفاظ کے ذکر میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں سبّ وشتم کرنے کا ذکر بھی موجود ہے جس کے مرتکب پر کفر اور ارتداد کا حکم لگایا گیا ہے اور بطور حاصل یہ ذکر یہ بات ذکر کی ہے کہ

''ولا شبهة أن الساب مرتد فيدخل في عموم المرتدين فهو مما نطقت به متون المذهب فضلاً عن شروحه وفتاويه''.[33]

''اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ سبّ وشتم کرنے والا شخص مرتد ہے لہذا وہ مرتدین کے عموم میں داخل ہو گا تو وہ اُن احکام میں شامل ہو گا جنہیں متونِ مذہب نے بیان کیا ہے اُن کی شروح اور فتاوی کے علاوہ''۔

گویا ابن عابدین کے نزدیک حنفیہ مسلمان مرتکب توہینِ رسالت پر ارتداد کے احکام جاری کرتا ہے۔

- علامہ ابن عابدین نے متأخرین حنفیہ میں فقہاءِ احناف میں مشہور روایت مرتکب توہین رسالت کی توبہ قبول نہ ہونے کے بارے میں بھی تحقیق کلام اور بحث ذکر کی ہے جس کی ابتداء اُن کے نزدیک صاحب بزازیہ کے کلام سے ہوئی، انہوں نے حنفیہ کے مسلک مسلمان مرتکب توہین رسالت کے بارے میں یہ ہے کہ اُسے بطور حدّ قتل کیا جائے گا اور اُس پر زندیق کے احکام جاری کرتے ہوئے اُس کی توبہ بھی قبول نہیں کیا جائے گی[34] اور اسے ہی صاحب بزازیہ علامہ کردریؒ نے ابو بکر صدیق، امام ثوری، امام ابو حنیفہ، امام مالک اور اہل کوفہ کا مسلک بھی قرار دیا ہے اور ان کے بعد متأخرین احناف میں یہی رائے مشہور و معروف ہو گئی۔

اس تفصیل سے معلوم ہو رہا ہے کہ احناف میں بھی مرتکب توہین رسالت کی سزا کے بارے میں دو آراء موجود ہیں ایک رائے کے مطابق مسلمان مرتکب توہین رسالت پر ارتداد کے احکام جاری ہوں جبکہ دوسری رائے کے مطابق اُسے حدًّا قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی جبکہ اس مقام پر علامہ ابن عابدین کی تحقیق کے مطابق متقدمین احناف کا اس مسئلے میں کوئی اختلاف ہی نہیں ہے، حنفیہ اسے اختلاف کی ابتداء فتاویٰ بزازیہ سے ہوئی اس لیے صاحبِ بزازیہ کا اسے حنفیہ کا اصلا مذہب قرار دینا بالکل درست نہیں ہو سکتا چنانچہ علامہ ابن عابدین صاحبِ بزازیہ کی حنفیہ کے اصل مذہب کی طرف منسوب کردہ روایت کی تحقیق کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ

"(علامہ بزازی نے جو کچھ کہا ہے وہ قاضی عیاض کی شفا اور ابن تیمیہ کی الصارم المسلول سے ماخوذ ہے کیونکہ ابن تیمیہ نے الصارم المسلول میں قاضی عیاض کے اپنے مذہب کے موافق ہونے کی وجہ سے (اُن کی کتاب) شفا کا کافی کلام ذکر کیا ہے اور اسے بزازیہ کے مصنف نے تعبیر میں تصرف کے ساتھ نقل کر دیا ہے تو کچھ میں درستگی کو پالیا اور کچھ میں غلطی کر گئے اور جب قاضی عیاض نے سبّ و شتم کرنے والے کو زندیق کے مرتبہ میں رکھا تو اُسی بنا پر یہ کہا: میں اس کی توبہ کی عدمِ قبولیت میں کسی اختلاف تصور ہی نہیں کرتا یعنی جب وہ زندیق کے حکم میں ہو اور زندیق کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا لہذا اسی طرح تمام ائمہ کے نزدیک سبّ و شتم کرنے والے کی توبہ کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوگا"۔[35]

حاصل یہ کہ علامہ ابن عابدین نے صاحبِ بزازیہ کی حنفیہ کے اصل مذہب کی طرف منسوب کردہ اس روایت کو اُن کے تسامح پر محمول کیا ہے۔[36]

- اس مسئلے میں علامہ بزازی کے بیان کردہ مذہب پر کلام اور بحث سے مقصد اُن پر طعن و تشنیع اور اُن علمی مقام کی تنقیص نہیں ہے بلکہ اصل اور راجح مذہب کی نشاندہی ہے جیسا کہ زمانہ قدیم سے شریعت مطہرہ کی حفاظت کی خاطر ایک دوسرے پر ردّ و استدراک کرنا علماء و طیرہ ہے۔

- جب اہل مذھب کے کلام میں مجتہدین اور متاخرین کے کلام میں تعارض واقع ہو جائے تو اُس مذہب کے مجتہدین کی پیروی کی جاتی ہے لہذا علامہ ابن البزاز الکردری اور اُن کے متبعین کی بجائے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی پیروی کی جائے گی اور اُن کے بیان کردہ مذہب کو ہی حنفیہ کا ترجمان مذھب قرار دیا جائے گا۔
- مسئلہ تکفیر میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے لہذا کسی کے قول و فعل کو کفر، زندقہ یا گستاخی قرار دینے میں بھی انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے لہذا جب تک کسی کے کلام میں صحیح معنیٰ کا احتمال موجود ہو اور اُس نے جو نسا معنیٰ مراد لیا ہے اُس کا علم ہوئے بغیر اُس کے کفر یا گستاخ ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔
- "اور ہمیں یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ ہم اپنی آراء کے ذریعے سے حدود اور زواجر مقرر کریں اور ہمیں جو بات ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت سے ہو نا ثابت ہو جائے پر عمل کرنے کا مکلف بنایا گیا ہے لہذا شارع نے جہاں کہا ہے کہ "تم قتل کرو" تو ہم قتل کریں گے اور جہاں کہا ہے کہ "تم قتل نہ کرو" ہم چھوڑ دیں گے اور جہاں ہم نص قطعی نہیں پائیں گے اور نہ ہی اپنے مجتہد سے پسندید منقول بات تو ہم پر لازم ہے کہ ہم توقف اختیار کریں اور ہم یہ نہیں کہیں گے ہم ہماری اپنے نبی ﷺ سے محبت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم اُسے قتل کریں جو نبی ﷺ پر زبان درازی کرے اگر وہ اسلام قبول کرلے کیونکہ محبت کی شرط اتباع ہے نہ کہ نئی بات گھڑنا، بیشک ہم ڈرتے ہیں اس بات سے کہ آپ ﷺ ہی پہلے بندے ہوں جو ہم سے اُس مقتول کے خون کے بارے میں قیامت کے دن سوال کریں لہذا ہم پر واجب ہے کہ ہم اس سے رک جائیں جب وہ اسلام قبول کرلے اور جو کچھ اُس کے دل میں اُس کا حساب سب کچھ جاننے والے ربّ پر ہو گا جیسا کہ آپ ﷺ ظاہری اسلام کو قبول کر لیتے تھے اور باقی معاملے کو پوشیدہ باتیں جاننے والے کے سپرد کر دیتے تھے"۔ [37]
- "اور علت کا ذاتِ سبّ و شتم ہونا اُس کے کفر سے قطع نظر کرتے ہوئے یہاں تک کہ اگر کوئی گالی بغیر ایسے کفر کے فرض کرلی جائے جو موجبِ قتل ہو اور اُس کا اثر توبہ کے بعد بھی باقی رہے اور وہ اثر صرف قتل سے ہی زائل ہو، یہ ایسی بات جو (اپنے ثبوت کے لیے) کسی خاص دلیل کی محتاج ہے... اور اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر (بات واضح ہونے کی بناپر) کسی بھی مجتھد کے لیے اس میں اختلاف کی گنجائش نہ ہوتی"۔ [38]
- اگر کسی مسلمان شخص کے بارے میں اس اس کا علم ہو جائے کہ وہ ارتکاب توہین رسالت کے بعد سزا سے بچنے کے بار بار توبہ کر رہا ہے اور اس توبہ کو اپنی خلاصی کا سبب قر ار دے رہا ہے تو اس صورت میں حاکمِ وقت ایسے شخص کے لیے دیگر مجتہدین کے مذہب کے مطابق قتل کی سزا بھی مقرر کر سکتا ہے چنانچہ ابن عابدین تحریر کرتے ہیں:

''فإن ذلك هو اللائق بحاله الزاجر لأمثاله عن سيئ أفعاله فنتوصل إلى ذلك بالحكم به على مذهب القائل به من المجتهدين؛ لئلا يجعل التوبة وسيلة إلى خلاصه كلما أراد الشتم والطعن في الدين أما إذا علم منه حسن التوبة والإيمان وإن ما صدر منه إنما كان من هفوات اللسان فالأولى تعزيره بما دون القتل جريا على مذهبنا الثابت بالنقل''.[39]

''بیشک یہ اُس کے حال کے مناسب ہے اور اس جیسوں کے لیے باعث تنبیہ ہے اس کے بُرے کاموں سے لہذا ہم (بھ) اس پر مجتہدین کے مذہب کے مطابق حکم لگاتے ہیں تاکہ جب بھی وہ سبّ وشتم اور دین میں طعنے کا ارادہ کرے تو (اپنی) توبہ کرنے کو اپنے خلاصی کا ذریعہ نہ بنالے، بہر حال جب اس کی طرف اچھی توبہ اور ایمان کا علم ہو جائے اور جو کچھ اُس سے صادر ہوا اُس کی زبان کی لغزش میں سے ہو تو پھر اولیٰ اُسے قتل سے کم تر تعزیری سزا دینا ہے ہمارے مذہب پر چلتے ہوئے جو کہ نقل (منقول دلائل) سے ثابت شدہ ہے''.

یعنی اگر کسی شخص کا پختہ توبہ وایمان کا ظاہر ہو جائے اور اُس سے غلطی سے زبان کی لغزش کی وجہ سے گستاخانہ کلمات ادا ہو جائیں اور اس جرم کا احساس ہونے پر اُس کی حسنِ توبہ ظاہر ہو جائے تو اگر حاکم مناسب سمجھے تو اس جرم کی حساسیت کے تحت ایسے مجرم کو احناف کے اصل مذہب کے مطابق قتل سے کم تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔

حاصل یہ کہ حدود کے ثبوت کے لیے نص قطعی کا ہونا ضروری ہے اگر مسلمان گستاخ رسول کا توبہ کے بعد بھی قتل کیا جانا واجب اور شرعی حد کے تو اس کے ثبوت کے لیے نص قطعی درکار ہے فقط اپنی آراء اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کے دعوے سے حدود ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا تقاضا تو نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنا ہے لہذا جب مسلمان گستاخ رسول توبہ کر کے پھر مسلمان ہو جائے تو اُس کے قتل سے رکنا واجب ہے اور اُس کا باطنی اور دل کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑنا چاہیے جیسا کہ نبی کریم ﷺ ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا کرتے تھے اور باقی اس کے دل کے معاملے کو علیم وخبیر ذات پر چھوڑ دیتے تھے۔

مصادر و مراجع

Reference

1. Al Ahzab:21
2. Usmani, Muhammad Taqi Mufti, Aasan turjuma e Quran, 3/1289, maktaba ma'ariful Quran, Karachi, 1432h

3. Al Dar Qutai, Ali bin Umer Abi al Hasan, sunan al dar qutani, Moassasat al risalat, Beirut, hadith no 4606, pp. 5/440
4. Al Ahzab:40
5. Usmani, Muhammad Taqi Mufti, Aasan turjuma e Quran, 3/1299, maktaba ma’ariful Quran, Karachi, 1432h
6. Al Ana’am:124
7. Usmani, Muhammad Taqi Mufti, Aasan turjuma e Quran, 1/423, maktaba ma’ariful Quran, Karachi, 1432h
8. Ibn e Kathir, Ismail bin Kathir, tafseer al Quran al Azeem, Moassasat Qurtab, 2000, pp. 6/162
9. Al Fatah:8,9
10. Usmani, Muhammad Taqi Mufti, Aasan turjuma e Quran, 3/1565, maktaba ma’ariful Quran, Karachi, 1432h
11. Al Toba:61
12. Usmani, Muhammad Taqi Mufti, Aasan turjuma e Quran, 1/589, maktaba ma’ariful Quran, Karachi, 1432h
13. Al Tibari, Muhammad bin Jurir bin Yazid, tafseer al Tibari, Moassasa Qurtaba, 2000,pp. 21/252
14. Ibn e Abidin, Muhammad Amin, majoma’a rasail ibn e Abidon, markaz al bahos al Islamia, Mardan, December 2016
15. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 43
16. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 46
17. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 52
18. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 52
19. Al Anfal: 38
20. Usmani, Muhammad Taqi Mufti, Aasan turjuma e Quran, 1/534, maktaba ma’ariful Quran, Karachi, 1432h

21. Ahmad bin Hambal, masnad Ahmad bin Hambal, hadith no 17777, 29/315, Moassasa al risalat, 2001
22. Al Bukhari, Muhammad bin Ismail bin Ibrahim, al jamia' al sahih, hadih no 6922, 15/04, dar tawq al nijat
23. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 57,58
24. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 61-64
25. Al Nasafi, Abdullah bin Ahmad bin Mehmood, Kanzul daqaiq, 199/2, 2000, maktaba al Bushra
26. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 61-64
27. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 61-64
28. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 72
29. Ibn e Taimia al hurrani, al sarim al maslol ala shatim al Rasool SAW, pp. 237-245,
30. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 74
31. Al Qazi Yaqoob bin Ibrahim, ktabul khiraj, fasa fil murtad an al Islam, daru Maa'rifa, Beirut, 1979, pp. 182
32. Al Sughdi Ali bin al Husain, al nattaf fil fatwa, darul kutu b al ilmia, Beirut, pp. 427
33. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 81
34. Ibn al Bazzar al karwi, Muhammad bin Muhammad bin Shahab, al jamia' a wajir,
35. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 91

36. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 91-94
37. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 127
38. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 130
39. Ibn e Abidin, Muhammad Amin al Syed, tanbih al wilat wa al ahkam ala ahkam e shatim khair al anam SAW wa ashabihe, dar ibn e Hazam, 2005, pp. 71-136